OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 1,Jan -June 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.01.0003 , PP: 01-10

مضرت (کسی چیز کا مضر ہونا) اور اس سے متعلق احکام شریعت کا جائزہ

Harmfulness and Injunctions of Sharī'ah regarding It: An Overview

Published: 10-07-2020
Accepted: 26-05-2020
Received: 25-04-2020

Muhammad Noman
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur,KPK
Email: numanm964@gmail.com

Faisal Iqbal
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur, KPK
Email: faisaliqbal829@gmail.com

Abstract

Dīn (the Path) is a guidance. Opinion is established about different Dīns after extensive study of them. In such circumstances where Dīn e Islām is distinguished in other aspects, its name itself is a distinction. Because the listener is invited to peace. Which Dīn? The Dīn of Peace altogether. Which Dīn? The Dīn of peace and protection etc. Its name becomes an obsession and absorption for the wise. In such situations, where beneficial and harmful are discussed under Islāmic Sharī'ah, it explain them in its own lovely manner. The reading and understanding of which provides moderation in different affairs of life. Some questions are raised. What is meant by harm? What is the reason for prohibiting harm? What is the standard of harm? Whether the use of anything which can harm humans is allowed or not? In this article, an attempt has been made to answer these questions.

Keywords: *Harmfulness, Injunctions, Dīns, Dīn e Islām, beneficial.*

CC BY

تمہید

دین (راستہ) راہنمائی ہے چنانچہ ادیان مختلفہ کا مطالعہ کریں تو اُن کی تفصیل میں اُترنے کے بعد ہی اُن کے متعلق رائے دی جاتی ہے۔ ایسے میں دینِ اسلام جہاں اور جہتوں سے ممتاز ہے وہیں اس دین کا نام ''اسلام'' بھی باعث امتیاز ہے یعنی سُننے والے کو پکار ہی سلامتی کی دی جارہی ہے۔ کیسا دین؟ سراسر سلامتی والا، کون سا دین؟ امن وسکون والا وغیرہ وغیرہ۔ صاحبان عقل کے لیے پہلی دعوت اور جاذبیت ہی اس کا نام بن جاتا ہے۔ ایسے میں جب اسلامی تعلیمات میں فوائد ونقصانات کی بحث کو پرکھا جائے تو شریعت نے نقصان یا ضرر کی پہچان بھی اپنے خوبصورت انداز میں کی ہے جس کو پڑھ کر اور سمجھ کر زندگی کے مختلف امور میں اعتدال کے لیے راہنمائی میسر آتی ہے۔ اب یہاں پر کچھ سوالات جنم لیتے ہیں کہ : ضرر کا مطلب کیا ہے؟ ضرر کو سبب حرمت قرار دینے کی وجہ کیا ہے؟ ضرر کا معیار کیا ہے؟ ہر وہ چیز جس میں انسان کے لئے ضرر ہو، اس کا استعمال جائز ہے کہ نہیں؟۔ اس آرٹیکل میں درجہ بالا سوالات کے جوابات ڈھونڈنے کوشش کی گئی ہے۔

مضرت کی لغوی تعریف:

''مضرت'' ضرر سے مشتق ہے، ''ضرر'' لغت میں نفع کی ضد کے طور پر مستعمل ہے، چنانچہ ''لسان العرب''میں ہے:

"الضرر، وهو ضد النفع. والمضرة: خلاف المنفعة"[1]۔

''ضرر، نفع کی ضد ہے اور مضرت منفعت کے مخالف ہے''۔

علامہ زبیدیؒ ''تاج العروس''میں لکھتے ہیں:

"الأذى: الشر الخفيف فإن زاد فهو ضرر"[2]۔

'' الأذى : ہلکا یا کم شر، پس اگر وہ زیادہ ہو جائے تو وہ ضرر ہے''۔

مضرت کی اصطلاحی تعریف:

مضرت سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز اپنے خواص وآثار کے اعتبار سے انسان کے لیے کسی بھی حوالے سے غیر معمولی نقصان کا باعث ہو۔

ضرر بنیادی طور پر نفع کی ضد ہے، قرآن مجید میں آٹھ مقامات[3] پر یہ نفع کے ساتھ آیا ہے۔ اردو میں بھی نفع کی ضد کے طور پر ضرر استعمال ہوتا ہے، جگر مرادآبادیؒ کا مشہور شعر ہے:

اس نفع و ضرر کی دنیا میں یہ ہم نے دیا ہے درسِ جنوں
اپنا تو زیاں تسلیم مگر اوروں کا زیاں تسلیم نہیں

ضرر کی اقسام:

ضرر کی مختلف اعتبارات سے چار اقسام ہیں:

1. محل کے اعتبار سے ضرر کی اقسام
2. مادے کے اعتبار سے ضرر کی اقسام
3. نسبت کے اعتبار سے ضرر کی اقسام
4. صفت کے اعتبار سے ضرر کی اقسام

1۔ محل کے اعتبار سے ضرر کی اقسام:

باعتبار محل ضرر کی پانچ قسمیں ہیں، جن کو علامہ شاطبیؒ نے موافقات (اور نظریۃ المقاصد) میں نقل فرمایا ہے، چنانچہ علامہ لکھتے ہیں:

"والمقاصد الضرورية، أو المصالح الضرورية، ثبت بالاستقراء أنها خمسة هي: حفظ الدين، وحفظ النفس، وحفظ النسل، وحفظ المال، وحفظ العقل، وهي التي جاء حفظها في كل ملة"[4]

"مقاصد ضروریہ یا مصالح ضروریہ کی پانچ قسمیں استقراء کے طور پر ثابت ہیں اور وہ یہ ہیں:

1. **حفظ الدين:** دین کی حفاظت کرنا
2. **حفظ النفس:** جان کی حفاظت کرنا
3. **حفظ النسل:** نسل انسانی کی حفاظت کرنا
4. **حفظ المال:** مال کی حفاظت کرنا
5. **حفظ العقل:** عقل کی حفاظت کرنا

ان چیزوں کی حفاظت ہر ملت اور شریعت میں ضروری قرار دیا گیا ہے۔"

یہ وہ محل ضرر ہیں اگر کسی فعل کی وجہ سے ان میں سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو شریعت اس کو روک دے گی، نسل انسانی کو نقصان پہنچ رہا ہو، یا دین کو نقصان پہنچ رہا ہو، یا ان میں سے کسی کو نقصان پہنچے۔ ان مقاصد میں سب سے اصل چیز بنیادی طور پر دین ہے۔ پھر ضرر جسمانی بھی ہوتا ہے اور عقلی بھی، خنزیر کے گوشت کو شریعت نے اس لئے منع کیا کہ اس سے جسمانی ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے، شراب کو حرام قرار دیا، کیونکہ اس سے عقل کو نقصان پہنچتا ہے، غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے منع کیا کیونکہ اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے، زنا کو اس لئے حرام قرار دیا کیونکہ اس سے نسل انسانی کو ضرر پہنچتا ہے، اور چوری کو اس لئے منع کیا کیونکہ مال کو ضرر پہنچتا ہے۔

2۔ مادے کے اعتبار سے ضرر کی اقسام:

مادے کے اعتبار سے جس چیز میں ضرر طاری ہوتا ہے، وہ بنیادی طور پر عاجل بھی ہو سکتا ہے، اور آجل بھی (یعنی فوری بھی ہو سکتا ہے اور دیر پا بھی)، اس مادے میں ایسی خاصیت ہو کہ اس سے فوری ضرر پہنچے، یا یہ کہ فوری ضرر نہیں پہنچتا، مستقل استعمال کرنے سے نقصان دہ ہو سکتا ہے، ایک دفعہ استعمال کرنے سے ضرر سامنے نہیں آتا۔

3۔ نسبت کے اعتبار سے ضرر کی تقسیم:

ضرر کی ایک تقسیم نسبت کے اعتبار سے بھی ہے، وہ یہ کہ ضرر عام ہوگا یا خاص ہوگا۔ عام یہ کہ کوئی بھی کھالے گا تو اسے نقصان ہوگا، مثلاً زہر جو بھی کھالے، ظاہر ہے اپنا اثر ظاہر کر جائے گا۔ اللہ کی قدرت ہے کہ زہر اثر نہ کرے، لیکن عام قانون یہ ہے کہ اپنا اثر دکھائے گا۔

البتہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو بعض لوگوں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں، ہر ایک کے لئے نہیں۔ مثلاً کولیسٹرول بعض لوگوں کے لئے ایسی چیز جس سے کولیسٹرول بڑھے، اس کا استعمال ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

4۔ صفت کے اعتبار سے ضرر کی تقسیم:

اسی طرح ایک تقسیم صفت ضرر کے اعتبار سے بھی ہے، کہ وہ ضرر حسی ہوگا یا معنوی ہوگا، حسی کا مطلب یہ کہ وہ اس کا مہلک ہونا واضح ہو، صاف نظر آرہا ہو کہ اس کے استعمال سے یا تو ہلاکت ہوگی، یا ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے، اور وہ ضرر بھی بلاواسطہ ہے، براہ راست وہی چیز مضر ہے۔ اسے کہا جاتا ہے کہ یہ حسی طور پر مضر ہے۔

معنوی ضرر میں یہ ہے کہ وہ چیز براہ راست نقصان نہیں پہنچاتی، اس کا ضرر پوشیدہ ہوتا ہے۔ لہٰذا براہ راست اس کو ضرر کہنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کی مثال بعض لوگوں نے یہ دی ہے کہ شرک ایک معنوی چیز ہے، اس کا تعلق انسان کے عقائد سے ہے، ان عقائد سے ہے جن کا تعلق اس کے عقل و قلب سے ہے، وہ بظاہر جسمانی طور پر نظر نہیں آتا، جسمانی طور پر انسان کا فعل نظر آتا ہے۔ شرک کا نقصان معنوی ہونے کے باوجود انتہائی واضح اور Measureable ہے۔ کیونکہ انسان کے افعال اس کے رویے پر دال ہیں۔

ضرر کو سبب حرمت قرار دینے کی وجہ:

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ضرر کو سبب حرمت قرار دینے میں آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾(5)

"اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

یہ آیت معنی کے اعتبار سے عام ہے، لیکن شان نزول خاص ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو ہماری ہلاکت کا باعث ہے، حسی ہو یا معنوی، ماکولات میں سے ہو یا مشروبات میں سے، ادویات میں سے ہو یا خارجی استعمال کی چیز ہو، اگر اس سے نقصان پہنچتا ہے، تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

حدیث "لا ضرر ولا ضرار" کی تشریح:

اسی طریقے سے مؤطا امام مالکؒ کی مشہور حدیث ہے "لا ضرر ولا ضرار"(6) اس سے فقہاء نے یہ اصول نکالا ہے "الضرر یزال"(7) کہ جب بھی کوئی نقصان دہ چیز ہوگی اس کو زائل کیا جائے گا، انسان کے مال کو نقصان پہنچانے والی چیز ہو، یا جان کو، یا نسل کو تو شریعت اس کو زائل کرے گی، اس کو ختم کرے گی۔

" لاضرر ولا ضرار" کا مطلب یہ ہے کہ نہ کسی کو نقصان پہنچانا چاہئے، اگر کوئی نقصان پہنچائے تو جواب میں نقصان نہیں پہنچانا چاہئے، بلکہ معاف کر دینا چاہئے۔ محدثین نے جو شرح بیان کی ہے وہ یہ ہے۔

اس حدیث کو سامنے رکھ کر فقہاء نے یہ اصول نکالا ہے کہ "الضرورات تبیح المحذورات"(8)، کہ ضرورت (جس کے نہ ہونے سے مقاصد شریعہ کو نقصان پہنچے) ممنوع چیزوں کو مباح کر دیتی ہے۔

یہ وہ اہم مسئلہ ہے جس میں فقہاء میں کسی چیز کے نعم البدل ہونے میں اشکال پیدا ہوتا ہے، اور آپس میں اختلاف ہو جاتا ہے۔

بعض حضرات کسی مسئلے کو ضرورت کے دائرہ کار میں لے کر آتے ہیں اور پھر اس کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ انسان کی ضرورت ہے، چونکہ شریعت میں قیامت تک انسان کی ضروریات کا حل موجود ہے۔

اور جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ ضرورت کے دائرہ کار میں نہیں آتا، ان کے نزدیک اس مسئلے کا تعلق آسائش سے ہوتا ہے، اور آسائش کا حل تلاش کرنا علماء کی ذمہ داری نہیں، اس لئے وہ خاموش رہتے ہیں۔

اکثر فقہاء میں جو اختلاف کا منبع ہے وہ یہ ہے کہ کسی چیز کی ضرورت ہے یا ضرورت نہیں۔ ضرورت کہتے اس کو ہیں جس کے نہ کرنے سے انسانی جان کو ضرر اور نقصان پہنچے، یا مقاصد شریعہ[9] میں سے کسی چیز کو ضرر پہنچ رہا ہو، تو وہ ضرورت کے درجے میں آجاتی ہے، جب ضرورت کے درجے میں آجاتی ہے تو وہاں بعض دفعہ حرام چیز بھی حلال ہو جاتی ہے۔ یہ مسئلہ سب سے زیادہ ادویات میں استعمال ہوتا ہے، دواؤں کے اندر اس مسئلہ کے پیش نظر جواز کا فتوی دیا جاتا ہے، مثال کے طور پر دل (Heart) کے بائی پاس کے دوران بعض ادویات اور بعض چیزیں خنزیر کے پروڈکٹس کے علاوہ ملتی نہیں ہیں، بلکہ ہوتی ہی نہیں۔ کیونکہ انسانی جان کا مدار ان ادویہ پر ہے، اور اس کے علاوہ کوئی حل بھی موجود نہیں ہے، چونکہ انسانی جان کو ضرر پہنچ رہا ہوتا ہے، تو اس کو جائز قرار دیا جاتا ہے، ہاں البتہ ان دواؤں کو اگر کوئی تلذذ کے لئے استعمال کرنا چاہے تو اس کو ناجائز کہا جائے گا۔ اسی طرح ضرورت کی بنا پر انسانی عضو کسی کو دینا بھی جائز ہے، لیکن بیچنا جائز نہیں، کیونکہ یہ جسم اور اس کے اعضاء، انسان کے پاس اللہ کی امانت ہیں، انسان ان کا مالک نہیں ہے، لہٰذا ان کا بیچنا جائز نہیں، اسی طرح ان کا ہدیہ کرنا بھی جائز نہیں تھا، لیکن وہ صرف ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض حضرات نے ضرورت کے دائرہ کار میں شدید مشقت[10] کو بھی شمار کیا ہے، اور حاجت[11] کو بھی بمنزلہ ضرورت کے قرار دیتے ہیں۔ اور جب حاجت بمنزلہ ضرورت ہو جاتی ہے تو پھر جو احکامات ضرورت کے لگتے ہیں، وہی حاجت پہ بھی لگتے ہیں[12]۔

اس مذکورہ اصل کو سامنے رکھا جائے تو ان اختلافات کی وجہ سمجھ میں آئیگی جو معاصر علماء میں ہوتے ہیں، وجہ یہ ہوتی ہے کہ کسی مسئلے میں بعض علماء یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کی یہ اس وقت معاشرے کی ضرورت ہے، اگر اس کا حل پیش نہیں کیا جائے گا تو وہ کسی حرام کام میں مبتلا ہونگے، لہٰذا اس کا حل نکالنا ہوگا۔

ماکولات اور مشروبات میں ضرر کی وجوہات:

ماکولات اور مشروبات کے اندر ضرر کئی وجوہات سے ہو سکتا ہے، ان میں سے چند ذکر کئے جاتے ہیں:

1. انسان اپنی طاقت سے زیادہ کھائے، جو اس کے لئے نقصان کا باعث بن جائے، اپنی طاقت سے زیادہ کھانا جو نقصان کا باعث ہو، نصوص شریعت کی رو سے ناجائز ہے، اس کے علاوہ یہ اسراف بھی ہے جس سے شریعت اسلامیہ نے منع کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾ (13)

"اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی مت کرو۔ یاد رکھو اللہ فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا۔"

2. زہر، اور دیگر زہریلی اشیاء جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ قوی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا﴾ (14)

"اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو، یقین جانو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔"

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (15)

"اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

یہ آیت معنی کے اعتبار سے عام ہے، لیکن شان نزول خاص ہے۔ لہٰذا ہر وہ چیز جو ہماری ہلاکت کا باعث ہے، حسی ہو یا معنوی، ماکولات میں سے ہو یا مشروبات میں سے، ادویات میں سے ہو یا خارجی استعمال کی چیز ہو، اگر اس سے نقصان پہنچتا ہے، تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"من تحسى سما فقتل نفسه، فسمه في يده يتحساه في نار جهنم خالدا مخلدا فيها أبدا"[16]

"جس نے زہر کھا کر اپنے آپ کو قتل کر ڈالا، تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا (اور) وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ زہر کھاتا رہے گا۔"

لیکن حنابلہ اور مالکیہ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ زہر ان لوگوں کے لئے حرام ہوگا جن کو نقصان پہنچنے کا یقین ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ بہت ساری دوائیں جو ڈاکٹر تجویز کرتے ہیں ان میں زہر ملا ہوتا ہے، لیکن چونکہ زہر کی بہت ساری قسمیں ہیں، ان میں سے بعض زہر جراثیم کش ہوتے ہیں، لہٰذا ان کے استعمال کی اجازت ہے۔ چنانچہ جہاں ادویات میں علاج بالمثل کو ترجیح دی جاتی ہے، وہاں بعض دفعہ زہر کا علاج زہر سے کیا جاتا ہے، سانپ کے کاٹنے کا علاج اس کے کسی حصے سے کیا جاتا ہے، اور کتے کے کاٹنے کا علاج کتے کے لعاب سے کیا جاتا ہے۔ تو جہاں علاج کے لئے کوئی زہر دیا جا رہا ہو اگر وہ بالفعل مضرت کا سبب نہیں بن رہا، تو اس کا استعمال حرام نہیں۔

3. بعض چیزوں کے استعمال سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ زہریلی نہیں ہوتیں، فقہاء نے ان کی مثالیں بیان کی ہیں۔ مثال کے طور پہ مٹی کھانا، پتھر کھانا یا کوئلہ کھانا۔

امام مالکؒ اور شوافع کے نزدیک مٹی وغیرہ کے کھانے سے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس کا کھانا حرام ہے۔ لیکن حنابلہ اور احناف نے کراہت کا قول کیا ہے[17]۔

4. ہر وہ چیز جس کی مضرت تجربے سے ثابت ہو، یا ڈاکٹرز اور ماہرین حیاتیات اس کی مضرت پر متفق ہوں۔
5. کچھ چیزیں ایسی ہیں جو بعض لوگوں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہیں، ہر ایک کے لئے نہیں۔ مثلا کولیسٹرول بعض لوگوں کے لئے ایسی چیز جس سے کولیسٹرول بڑھے، اس کا استعمال ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن اسے ہر ایک کے لئے ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

نتائج البحث:

1. ضرر کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس سے انسان کو تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، اور یہ تکلیف اس کے مقاصد ضروریہ (جان، مال، نسل، عقل اور دین میں سے کسی ایک) کو لاحق ہو یا مجموعی طور پر سب کے لئے مضر ہو تو شریعت میں اس ضرر کو دور کرنا واجب ہے۔
2. ضرر کو سبب حرمت قرار دینے کی وجہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ قول ہے: ﴿ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾[18] اور اپنے آپ کو خود اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو۔
3. ہر وہ چیز جس میں انسان کے لئے ضرر ہو اس کا استعمال جائز نہیں، چاہے وہ حسی ہو یا معنوی، ماکولات میں

سے ہو یا مشروبات میں سے، ادویات میں سے ہو یا خارجی استعمال کی چیز ہو، اگر اس سے نقصان پہنچتا ہے، تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

4. ماکولات، مشروبات اور ادویہ وغیرہ کی چیزوں میں حرمت کا ایک معیار "ضرر" بھی ہے۔
5. حرمت کا سبب اور معیار وہ ضرر ہے جس کی وجہ سے انسان کو ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا ہو۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

---

(1) الافریقی، محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، دار صادر — بیروت، طبع: سوم، ۱۴۱۴ھ، ج: ۴، ص: ۲۸۲

Al Afrīqī, Muḥammad bin Mukarram bin Alī, lisān al 'Arab, (Beirūt: Dār Ṣādir, 3rd Edition: 1414), Vol:4,P:282.

(2) الزبیدی، محمد بن محمد، تاج العروس من جواہر القاموس، ت: مجموعۃ من المحققین، دار الہدایہ، ج: ۳۷، ص: ۵۹

Al Zubaydī, Muḥmmad bin Muḥmmad, Tāj al'Urūs min Jawāhir al Qāmūs, (Dār al Hidāyah), Vol:37,P:59.

(3) 1۔ ﴿قُلۡ اَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا﴾ المائدۃ: ۷۶

Al Mā'idah: 76.

2۔ ﴿قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ﴾ الاعراف: ۱۸۸

Al A'rāf: 188.

3۔ ﴿قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ﴾ یونس: ۴۹

Yūnus: 49.

4۔ ﴿قُلۡ اَفَاتَّخَذۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾ الرعد: ۱۶

Al Ra'ad: 16.

5۔ ﴿اَفَلَا یَرَوۡنَ اَلَّا یَرۡجِعُ اِلَیۡہِمۡ قَوۡلًا ۬ۙ وَّ لَا یَمۡلِکُ لَہُمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا﴾ طٰہٰ: ۸۹

Ṭāhā: 89.

6۔ ﴿وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِہَۃً لَّا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ وَ لَا یَمۡلِکُوۡنَ لِاَنۡفُسِہِمۡ ضَرًّا وَّ لَا نَفۡعًا﴾ الفرقان: ۳

Al Furqān: 3.

7۔ ﴿فَالۡیَوۡمَ لَا یَمۡلِکُ بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ نَّفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا﴾ سبا: ۴۲

Sabā: 42.

8۔ ﴿قُلۡ فَمَنۡ یَّمۡلِکُ لَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا اِنۡ اَرَادَ بِکُمۡ ضَرًّا اَوۡ اَرَادَ بِکُمۡ نَفۡعًا﴾ الفتح: ۱۱

Al Fatḥ: 11.

(4) الشاطبی، ابراہیم بن موسی بن محمد، الموافقات، محقق: ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان، دار ابن عفان، طبع: اول، ۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷م،

ج: ۲، ص: ۲۰ / احمد الریسونی، نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبیؒ، دار العالمیہ للکتاب الاسلامی، طبع: دوم، ۱۴۱۲ ھ - ۱۹۹۲م، ص: ۱۲۶

Al Shāṭibī, Ibrāhīm bin Mūsā bin Muḥmmad, Al Muwāfiqāt, (Dār ibn 'Affān, 1st Edition: 1417-1997), 2/20- Aḥmad Al Raysūnī, Naẓriyah al Maqāṣid 'Ind al Imām Al Shāṭibī, (Dār al 'Ālamiyah lil Kitāb al Islāmī, 2nd Edition: 1412-1992), p:126.

(5) البقرۃ: ۱۹۵

Al Baqarah: 195

(6) یہ حدیث مؤطا امام مالک میں پوری سند کے ساتھ یوں ہے:

"مالك، عن عمرو بن يحيى المازني، عن أبيه؛ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا ضرر ولا ضرار»"

امام، مالک بن انس الموطأ، محقق: محمد مصطفیٰ الاعظمی، مؤسسۃ زاید بن سلطان آل نہیان للاعمال الخیریہ والانسانیۃ - ابو ظبی، طبع: اول، ۱۴۲۵ھ - ۲۰۰۴م، کتاب الاقضیہ، باب القضاء فی المرفق، رقم: ۲۷۵۸، ج: ۴، ص: ۱۰۷۸

Imām, Mālik bin Anas, Al Muwaṭṭā, (Abū Zabī: Mo'assasah Za,id bin Sultān āl Nihyān lil A'māl al Khayriyah, wal Insāniyah, 1st Edition: 1425), Hadīth No:2758, Vol:4, P:1078.

(7) "الضرر يزال, أصلها قوله عليه الصلاة والسلام {لا ضرر ولا ضرار}"

ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر علی مذہب ابی حنیفہ النعمان، دار الکتب العلمیہ، بیروت – لبنان، طبع: اول، ۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹م، ص: ۷۲

Ibn Najīm, Zain al Dīn bin Ibrāhīm, Al Ashbāh wal Naẓā'ir 'Alā Madhhab Abī Ḥanīfah al Nu'mān, (Beirut: Dār al Kutub al 'Ilmiyyah, 1st Edition: 1419-1999), P: 72.

(8) المنثور فی القواعد الفقہیہ میں ہے:

" الضرورات تبيح المحظورات، ومن ثم أبيحت الميتة عند المخمصة، وإساغة اللقمة بالخمر لمن غص، ولم يجد غيرها، وأبيحت كلمة الكفر للمكره، وكذلك إتلاف المال، وكذلك أخذ مال الممتنع من الدين بغير إذنه إذا كان من جنسه ولو كان بكسر بابه"

الزرکشی، محمد بن عبد اللہ، المنثور فی القواعد الفقہیہ، وزارۃ الاوقاف الکویتیہ، طبع: دوم، ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵م، ج: ۲، ص: ۳۱۷

Al Zarkashī, Mhuḥammad bin Abdullah, Al Manthūr fil Qawā'id al Fiqhiyah, (Wazārat al awqāf al Kuwaitiyah, 2nd Edition: 1405-1985), Vol:2,P:317.

(9) بيان مقاصد الشريعة:

المقاصد لا تعدو ثلاثة أقسام: ضرورية وحاجية وتحسينية

فالضرورية هي التي لا بد منها في قيام مصالح الدين والدنيا، ويترتب على فقدانها اختلال وفساد كبير في الدنيا والآخرة. وبقدر ما يكون من فقدانها، بقدر ما يكون من الفساد والتعطل في نظام الحياة-

وأما المقاصد الحاجية –أو المصالح الحاجية– فهي التي يتحقق بها رفع الضيق والحرج عن حياة المكلفين، والتوسعة فيها.

وأما التحسينية، فهي المصالح التي لا ترقى أهميتها إلى مستوى المرتبتين السابقتين، وإنما شأنها، أن تتم وتحسن تحصيلهما، ويجمع ذلك: محاسن العادات ومكارم الأخلاق والآداب.

والمقاصد الضرورية، أو المصالح الضرورية، ثبت بالاستقراء أنها خمسة هي: حفظ الدين، وحفظ النفس، وحفظ النسل،

وحفظ المال، وحفظ العقل، وهي التي جاء حفظها في كل ملة.

وحفظ الشريعة للمصالح، الضرورية وغيرها، يتم على وجهين، يكمل أحدهما الآخر، وهما:

1- حفظها من جانب الوجود، أي بشرع ما يحقق وجودها وتثبيتها، ويرعاه.

2- حفظها من جانب العدم، أي بإبعاد ما يؤدي إلى إزالتها، أو إفسادها، أو تعطيلها، سواء كان واقعًا أو متوقعًا.

فحفظ الدين مثلًا، تحققه من جانب الوجود العقائد الأساسية، والعبادات الرئيسية، من صلاة وزكاة. ويحفظ من جانب العدم بالجهاد، وقتل المرتدين، ومنع الابتداع.

وأحكام العادات والمعاملات تؤدي إلى حفظ بقية الضروريات من جانب الوجود، وأحكام الجنايات تؤدي إلى حفظها في جانب العدم.

والمصالح الضرورية الخمس المذكورة، تعتبر أصول المصالح وأسسها. والمصالح الحاجية إنما هي خادمة ومكملة للضرورية، مثلما أن التحسينية خادمة ومكملة للحاجية.

نظریۃ المقاصد عند الامام الشاطبیؒ، ص: ۱۲۵تا۱۲۷

Naẓriyah al Maqāṣid 'Ind al Imām Al Shāṭibī, P: 125 to 127.

(10) " المشقة تجلب التيسير "۔

الاشباہ والنظائر (ابن نجیم)، ص: ۶۴

Ibn Najīm, Al Ashbāh wal Naẓā'ir, P: 64.

(11) " الحاجة تنزل منزلة الضرورة، عامة كانت أو خاصة "۔

الاشباہ والنظائر (ابن نجیم)، ص: ۷۸

Ibn Najīm, Al Ashbāh wal Naẓā'ir, P: 78.

(12) " والحاجة إذا عمت (كانت) كالضرورة فتغلب فيها الضرورة الحقيقية "۔

المنثور فی القواعد الفقہیہ، ج: ۲، ص: ۲۴

Al Manthūr fil Qawā'id al Fiqhiyah, Vol:2,P:24.

(13) الاعراف: ۳۱

Al A'rāf: 31.

(14) النساء: ۲۹

Al Nisā': 29

(15) البقرۃ: ۱۹۵

Al Baqarah: 195.

(16) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، محقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، ط:۱، ۱۴۲۲ھ، کتاب الطب، باب شرب السم والدواء بہ وبما یخاف منہ والخبیث، رقم: ۵۷۷۸، ج: ۷، ص: ۱۳۹

Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al Bukhārī, (Dār Ṭūq al Najāt, 1st Edition: 1422), Ḥadīth No: 5778, Vol:7,P:139.

[17] الطرابلسی، محمد بن محمد، مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل، دار الفکر، طبع: سوم، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م، ج: ۴، ص: ۲۶۵- الدمیری، محمد بن موسی، النجم الوہاج فی شرح المنہاج، دار المنہاج (جدہ)، طبع: اول، ۱۴۲۵ھ -۲۰۰۴م، ج: ۹، ص: ۵۶۶-ابن قدامہ، عبد اللہ بن احمد، المغنی لابن قدامہ، مکتبۃ القاہرہ، ۱۳۸۸ھ-۱۹۶۸م، ج: ۹، ص: ۴۲۹- الفتاوی الہندیہ، دار الفکر، طبع: سوم، ۱۳۱۰ھ، ج: ۵، ص: ۳۴۰

Al Ṭarāblasī, Muḥmmad bin Muḥmmad, Mawāhib al Jalīl Fī Shraḥ Mukhtṣar Khalīl, Dār al Fikr, 3rd Edition: 1412-1992), Vol:4,P:265- Al Damīrī, Muḥmmad bin Mūsā, Al Najm al Wahāj Fī Sharḥ al Minhāj, (Jadah: Dār al Minhāj, 1st Edition: 1425-2004), Vol:9,P:566- Ibn Qudāmah ,Abdullah bin Aḥmad, Al Mughnā li Ibn Qudāmah, (Maktabah Al Cāira: 1388-1968), Vol:9,P:429- Al Fatāwā al Hindiah, Dār al Fikr, 3rd Edition: 1310), Vol:5,P:340.

[18] البقرۃ: ۱۹۵

Al Baqarah: 195.